ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

ٹرانسجینڈر ایکٹ، شرعی وسماجی مسائل : تحقیقی وتجزیاتی مطالعہ

Transgender Act, Sharia and Social Issues Research and Analytical Study

1-Munazza Jabeen
PhD Scholar Department of Islamic Studies University of Lahore
2-Dr Malik Kamran
Assistant Professor Department of Islamic Studies University of Lahore

Abstract

The Transgender Act of 2018 in Pakistan marks a significant legal milestone aimed at protecting the rights of transgender individuals. The act provides legal recognition for transgender individuals based on their self-perceived gender identity. It aims to facilitate access to education, healthcare, and employment opportunities for transgender individuals. Transgender people can obtain legal documents that reflect their self-perceived gender identity. While the Transgender Act has provided some legal rights but numerous Shariah and social issues remain unresolved.its implementation has revealed various Shariah and social challenges.this article discusses the social and religious aspects of this act.
Keywords: milestone, transgender, Shariah, social challenges, various

اللہ کریم ہر مخلوق کا خالق ہے۔ اس ذاتِ عالی شان نے جس کو جس طرح چاہا پیدا کر دیا اور پیدا کرنے کے بعد ان کو شناخت بھی عطا کی، ان کے لیے صنفی اعتبار سے احکام بھی مقرر کیے اور ایک صنف یا جنس کا دوسری سے تعلق بھی واضح کر دیا۔ اس کی خلقت میں کسی قسم کا عیب یا نقص نکالنا یا اسے معیوب سمجھنا نہ صرف گناہ ہے بلکہ اس بارے وعید بھی نازل ہوئی ہیں۔ قرآن وسنت کی روشنی میں دیکھا جائے تو مرد، عورت اور مخنث تینوں طرح کی اجناس پائی جاتی ہیں۔ ان تینوں کے حقوق وفرائض اور احکامات بھی شریعت کی رو سے واضح ہیں۔ دنیاوی قوانین ان سماوی قوانین کے متصادم نہیں بنائے جاسکتے۔ اگر کوئی قانون ایسا بنتا ہے تو جو صنفی اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی خلقت کو (نعوذ باللہ) باطل ٹھہرانے یا اس میں نقص پیدا کرنے اور اس نقص کو دور کرنے کے لیے تبدیلی لانے کا راستہ دکھاتا ہے تو وہ قانون، شرعی حوالے سے ناقابلِ قبول ہے۔ ٹرانسجینڈر ایکٹ پاکستان کا شرعی حوالے سے تجزیہ کیا جائے تو جہاں یہ ایکٹ ٹرانسجینڈر پرسنز کے حقوق کا تحفظ کرتا ہے وہاں اس میں کچھ چیزیں ایسی بھی شامل کر دی گئی ہیں جو

قرآن و سنت کے جنس یا صنف کے مطابق قوانین کی کھلی خلاف ورزی ہیں جس کی وجہ سے اس قانون کی وہ شقیں غیر شرعی قرار پاتی ہیں۔

ٹرانسجینڈر ایکٹ میں سب سے پہلے جو چیز شریعت کے منافی قرار پاتی ہے، وہ خود اس ایکٹ کا نام ہے۔ اس ایکٹ کو بظاہر مخنث افراد کے حقوق کے لیے نافذ کیا گیا لیکن اس کا جو نام رکھا گیا اس میں "ٹرانسجینڈر" کا لفظ استعمال کیا گیا۔ جب کہ ٹرانسجینڈر اور مخنث میں کئ حوالوں سے فرق پایا جاتا ہے۔ اصطلاحی معنی کے حوالے سے دیکھا جائے تو ٹرانسجینڈر، مخنث کا قائم مقام قرار نہیں پاتا۔ اس ضمن میں ہم ان دونوں کی مستند تعریفات پر غور کرتے ہیں۔ انگریزی لغت میں ٹرانسجینڈر کی تعریف ان الفاظ میں کی گئ ہے:

> "A person whose gender identity differs from the sex the person had or was identified as having at birth especially of relating to, or being a person whose gender identity is opposite the sex the person had or was identified as having at birth."[1]

ٹرانسجینڈر کی ایک اور تعریف انگریزی میں ملتی ہے، یہی تعریف اقوامِ متحدہ نے قبول کرتے ہوئے اپنی ویب سائٹ پر بھی اپ لوڈ کر رکھی ہے۔ اس تعریف کی رو سے ٹرانسجینڈر کی وضاحت یوں کی گئی ہے۔

> Gender identity refers to a person's experience of their own gender. Transgender people have a gender identity that is different from the sex that they were assigned at birth. A transgender or trans person may identify as a man, woman, transman, transwoman, as a non-binary person, and with other terms such as hijra, third gender, two-spirit, travesti, fa'afafine, genderqueer, transpinoy, muxe, waria and meti. Gender identity is different from sexual orientation. Trans people may have any sexual orientation, including heterosexual, homosexual, bisexual and asexual"

ٹرانسجینڈر کی ان دونوں تعریفوں کے مفہوم کو دیکھا جائے تو اس حقیقت سے آشنائی ہوتی ہے کہ ٹرانسجینڈر فرد اور مخنث میں کئی حوالوں سے فرق پایا جاتا ہے۔ لیکن ٹرانسجینڈر ایکٹ میں مخنث یعنی خواجہ سرا کو بھی ٹرانسجینڈر میں ہی شمار کیا گیا ہے۔ ٹرانسجینڈر ایکٹ میں ٹرانسجینڈر کی تعریف ملاحظہ ہو:

> " a transgender man ,transgender woman ,khawjasira or any person whose gender identity or gender expression differs from the social

[1]. Dictionary of terms, by Rober hood, London, 1987, P67

norms and cultural expectation based on the sex they were assigned at the time of their birth."[2]

"ٹرانس جینڈر سے مراد ٹرانس جینڈر مرد، ٹرانس جینڈر عورت، خواجہ سرا یا کوئی بھی شخص جو اپنی جنسی / صنفی شناخت یا جنسی / صنفی اظہار اس صنف / جنس اور اس سے جڑی ثقافتی توقعات وسماجی اقدار کے برعکس ظاہر کرتا ہے جو اسے پیدائش کے وقت دی گئی تھی۔"

ٹرانسجینڈر میں اعضاء میں کوئی خلل یا نقص نہیں ہو گا بلکہ وہ نفسیاتی سطح پر اپنے احساسات کے زیر اثر اپنی جنس کو قبول کرنے سے انکاری ہوتا ہے۔ جب کہ مخنث کے جنسی اعضاء میں خلل ہوتا ہے۔ یہاں آگے بڑھنے سے قبل ہم ایک بات مخنث کے تصور کو لغات اور شرع کی حیثیت سے واضح کرتے ہیں تاکہ اس حقیقت سے آشنائی حاصل ہوسکے کہ مخنثین کے حقوق کے نام پر بنائے گئے اس ایکٹ میں مخنثین کی بجائے اپنی مرضی سے جنس تبدیل کرنے والوں کو اہمیت دی گئی ہے۔ انگریزی لغات میں مخنث کے لیے "انٹر سیکس" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ ذیل میں مخنث یا انٹر سیکس کا مفہوم ملاحظہ ہو:

INTERSEX / SEX CHARACTERISTICS:
"Intersex people are born with physical or biological sex characteristics, such as sexual anatomy, reproductive organs, hormonal patterns and/or chromosomal patterns, which do not fit the typical definitions of male or female. These characteristics may be apparent at birth or emerge later in life, often at puberty. Intersex people can have any sexual orientation and gender identity."[3]

ایک اور انگریزی لغت ویریم ویبسٹر میں مخنث یا انٹر سیکس کی تعریف یوں کی گئی ہے:

Definition of intersex/hermaphrodite:
The condition (such as that occurring in congenital adrenal hyperplasia or androgen insensitivity syndrome) of either having both male and female gonadal tissue in one individual or of having the gonads of one sex and external genitalia that is of the other sex or is ambiguous". [4]

ان تعریفوں سے ثابت ہوتا کہ مخنث یا خواجہ سرا ایسا فرد ہوتا ہے جس کے جنسی اعضاء میں خلل ہوتا ہے ۔ مرد یا عورت دونوں کے جنسی اعضا پائے جاتے ہیں یا ان میں کوئی ایسا نقص پایا جاتا ہے جس کی وجہ سے اس کی

[2]. TRANSGERNDER ACT 2018 INC THE GAZZATTE OF PAKISTAN EXTRA MAY 24 2018, P:275
[3]. Oxford English Dictionary, P:345
[4]. Veriam webstr English Dictionary, P:289

مردانہ یانسوانی جنسی ساخت ناقص ہو جاتی ہے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ ٹرانسجینڈر اور خواجہ سرا ایک دوسرے کے قائم مقام نہیں ہیں۔ یہاں ہم مخنث یا خواجہ سرا کی پہچان کے لیے شریعت کی طرف رجوع کرتے ہیں تو شرعی حوالے سے بھی خواجہ سرا اپنی الگ شناخت رکھتے ہیں۔ علامہ حصکفی رحمہ اللہ مخنث فرد کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"وهو ذو فرج وذكر أو من عرى عن الاثنين جميعا، فإن بال من الذكر فغلام، وإن بال من الفرج فأنثى وإن بال منهما فالحكم للأسبق، وإن استويا فمشكل، ولا تعتبر الكثرة".

شریعت میں نہ صرف مخنث کی الگ تعریف اور شناخت بیان کی گئی ہے بلکہ میراث میں اس کے حصے کے حوالے سے بھی وضاحت کی گئی ہے۔ الحاوی الکبیر میں موجود اس قول سے بھی مخنث کے اسلامی تصور کو بھی سمجھا جاسکتا ہے۔

قال الشافعي: الخنثى هو الذي له ذكر كالرجال وفرج كالنساء أو لا يكون له ذكر ولا فرج ويكون له ثقب يبول منه، وهو وإن كان مشكل الحال فليس يخلو أن يكون ذكرا أو أنثى، وإذا كان كذلك، نظر، فإن كان يبول من أحد فرجيه فالحكم له، وإن كان بوله من ذكره فهو ذكر يجري عليه حكم الذكور في الميراث وغيره ويكون الفرج عضوا زائدا وإن كان بوله من فرجه فهو أنثى يجري عليه أحكام الإناث في الميراث وغيره ويكون الذكر عضوا زائدا لرواية الكلبي عن أبي صالح عن ابن عباس عن النبي - صلى الله عليه وسلم -أنه سئل عن مولود ولد له ما للرجال وما للنساء فقال - صلى الله عليه وسلم - يورث من حيث يبول"۔ [5]

انگریزی لغات اور شریعت کی رُو سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ٹرانسجینڈر اور مخنث یعنی خواجہ سرا ایک ہی چیز نہیں ہیں بلکہ ان میں فرق پایاجاتاہے۔ یہ فرق وراثت اور دیگر شرعی احکامات میں بھی لاگو ہوتاہے۔ یوں اس ایکٹ میں ٹرانسجینڈر کی ذیل میں دیگر مرد ٹرانسجینڈر اور عورت ٹرانسجینڈر کے ساتھ خواجہ سرا کو شامل کرکے اس کے لغوی، اصطلاحی مفاہیم اور شرعی احکامات سے روگردانی اختیار کی گئی ہے۔ خواجہ سرا کمیونٹی کے حقوق کے نام پر لائے گئے اس ایکٹ میں دراصل ان افراد کو قانونی تحفظ فراہم کرناہے جن کو شریعت جنس تبدیل کرنے سے

[5] - الدر المختار مع حاشیۃ ابن عابدین (6/727) دار الفکر-بیروت

روکتی ہے۔ خواجہ سرا جو شروع ہی سے الگ جنس کے حامل ہوتے ہیں، ان کو اس ایکٹ میں شامل کر کے ان حقوق کو بھی ان دیگر ٹرانسجینڈر کے حقوق کے ساتھ ملا دیا گیا ہے، بہت سے شرعی احکامات ایسے ہیں جن میں سرفہرست وراثت کا حق ہے، اس کے بارے میں خواجہ سرا میں پیشاب کے اخراج کے راستے کے ذریعے جنس کا تعین کرنے کا حکم بھی شامل ہے۔ (یہ پہچان اس دور میں کی جاتی تھی، جب میڈیکل سائنس اتنی ترقی یافتہ نہیں تھی۔ موجودہ عہد میں طبی ماہرین اس کا تعین کر سکتے ہیں) بصورت دیگر ان کی اپنی جنس یعنی خواجہ سرا کے حوالے سے ہی تقسیم کیے جانے کا حکم ہے جب کہ اپنی مرضی سے جنس تبدیل کرنے والے ٹرانسجینڈر اس حکم میں نہیں آتے۔ یوں اس ایکٹ " ٹرانسجینڈر ایکٹ " کے نام سے لاگو کرتے ہوئے اس میں خواجہ سرا کمیونٹی کو شامل کرنے سے شرعی احکامات سے تصادم پیدا ہوتا ہے۔

اس قانون میں شرعی حوالے سے دوسرا بڑا سقم ٹرانس جینڈر کی تعریف ہے جس میں " any person کوئی بھی شخص" کے الفاظ استعمال کر کے اسے سماج کے ہر فرد تک پھیلا دیا گیا ہے۔ ایسی صورت میں مرد و زن یا حقیقی مخنثوں کی کوئی قید باقی نہیں رہی ہے بلکہ 18 سال کی عمر کو پہنچنے پر کوئی بھی فرد کسی بھی جنس سے ہونے کا نہ صرف دعویٰ کر سکتا ہے بلکہ اس دعوے کو قانونی تحفظ بھی دلا سکتا ہے۔ یہی ایکٹ اس قانونی تحفظ کے بارے میں شق 3 کی ذیلی شق 1 میں کہتا ہے:

> "A transgender person shall have a right to be recognized as per his or her self perceived gender identity as such, in accord with the provision of this Act."[6]
>
> 3۔ ایک ٹرانس جینڈر شخص کو اس قانون کی رُو سے اس کی اپنی مرضی سے طے کردہ جنسی / صنفی شناخت کے مطابق تسلیم کیا جائے گا"۔

اس بارے میں قرآنِ حکیم سے رہنمائی لی جائے تو جنس کے تعین کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ وہ جس کو جس انداز میں چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ اور پیدائش کے وقت جو جنس ہوتی ہے، وہی اصل ہوتی ہے، اسے بدلا نہیں جا سکتا، کیوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی اور منشا ہے کہ وہ جس کو جس صورت میں چاہے پیدا کر دے۔ قرآنِ مجید میں لڑکے اور لڑکی پیدائش کے بارے میں جو نظریہ بیان کیا گیا ہے اس میں کسی انسان کی مرضی کا دخل ہی شامل نہیں ہے بلکہ یہ اختیار کلی طور پر اللہ تعالیٰ کی ذات کا قرار دیا گیا ہے۔ سورہ الشوریٰ میں ارشادِ ربّانی ہے:

6 -Transgender Act 2018 Section 3

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

لله مُلک ُ السمٰوٰاتِ وَ الاَرضِ یَخلُقُ مَا یَشا ءُ یَہَبُ لِمَن یَشَاءُ اِناثاً وَّیَہَبُ لِمَن یَشَاءُ الذُّ کُورَ ° اَو یُزَوِّ جُھُم ذکرا ناًوَّ اِناثاً وَیَجعَل مَن یَّشَاءُ عَقِیماً اِنَّہ عَلِیم '' قَدِیر°

"آسمانوں اور زمین میں اللہ ہی کی بادشاہی ہے، جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہے لڑکیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے لڑکے بخشتا ہے، یالڑکے اور لڑکیاں ملا کر دیتا ہے ، اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے، بے شک وہ خبر دار قدرت والا ہے۔"[7]

اس آیت کریمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو جس صنف اور جس جنس پر پیدا فرماتا ہے، وہی اس کی جنس اور صنف ہے، جب اس جنس اور صنف کی پیدائش میں انسان کا عمل دخل نہیں ہے تو اسے تبدیل کرنے اور انسان کی اپنی مرضی کے مطابق جنس اختیار کرنے کی بھی شرعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے جو جنس عطا کردی، وہ اسی جنس کا فرد شمار ہوگا۔ اسے بدلنا احکامِ الہیٰ سے بغاوت اور اللہ تعالیٰ کی خلقت میں نقص نکالنے کے مترادف ہے جس پر سخت وعید سنائی گئی ہے۔

یہاں ایک اور اہم بات یہ بھی ہے کہ قرآن وسنت کی رو سے مرد، عورت اور خنثیٰ کو جنس کی شناخت کا اختیار تو ملتا ہے، جنس کی تبدیلی کا اختیار ہرگز نہیں ملتا۔ جنس کی شناخت اور جنس کی تبدیلی دونوں الگ الگ چیزیں ہیں، لیکن اس ایکٹ میں ان دونوں کو ایک ہی کر دیا گیا ہے۔ وہ شخص جس کی شناخت مرد کے طور پر ہو چکی ہے، اس کے جسمانی اعضاء بھی مرد صفات کے حامل ہیں، اسے شناخت بھی مرد کی ہی عطا کی جائے گی۔ اس کا شناختی کارڈ اور دیگر دستاویزات میں اسے مرد ہی شمار کرنا ہوگا یہ حکم عورت کے بارے میں بھی ہے۔ دوسری صورت میں وہ افراد جن کی جنسی شناخت واضح نہیں ہے۔ ان میں صرف مخنثین آتے ہیں، ان کو بھی جنس کی تبدیلی کا اختیار ہرگز نہیں ہے بلکہ بلوغت کو پہنچنے کے بعد طبی بورڈ اس امر کا فیصلہ کرے گا کہ ان کہ جنس کون سی ہے۔یعنی یہاں بھی جنس کی تبدیلی نہیں بلکہ جنس کی شناخت کا عمل ہوگا۔ اور یہ شناخت طبی ماہرین کی رائے سے مشروط ہوگی۔ اس ضمن میں جب ہم مذاہبِ اربعہ کی طرف رجوع کرتے ہیں تو وہ دور جب میڈیکل سائنس میں اتنی زیادہ ترقی نہیں تھی اور اندرونی اعضاء کے معائنے اور ٹیسٹ وغیرہ کا طبی نظام معرضِ وجود میں نہیں آیا تھا، اس وقت بھی کچھ ایسی علامات سے رہنمائی لی جاتی تھی، جن کے ذریعے مخنثین کے لیے مرد یا عورت کے احکام کا فیصلہ کیا جاتا تھا۔ اس ایکٹ کی رُو سے جنس کی شناخت کی بجائے جنس کی تبدیلی کو رواج دینے کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے جو کہ شرعی

[7] ، الشوریٰ، آیت50-

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

احکامات کے خلاف ہے۔ شریعت کی رُو سے جنس کے تعین کا اختیار اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور وہ ماں کے پیٹ میں ہی اس کی جنس مقرر فرما دیتا ہے۔ اس ضمن میں مسلم شریف میں رسول اکرم ﷺ کا یہ فرمان ملاحظہ ہو:

"إذا مر بالنطفة ثنتان وأربعون ليلة، بعث الله إليها ملكا، فصورها وخلق سمعها وبصرها وجلدها ولحمها وعظامها، ثم قال: يا رب أذكر أم أنثى؟ فيقضي ربك ما شاء، ويكتب الملك، ثم يقول: يا رب أجله، فيقول ربك ما شاء، ويكتب الملك، ثم يقول: يا رب رزقه، فيقضي ربك ما شاء، ويكتب الملك، ثم يخرج الملك بالصحيفة في يده، فلا يزيد على ما أمر ولا ينقص"۔ [8]

اس حدیث مبارکہ کے مطابق جب نطفہ قرار پاتا ہے تو اس کے بیالیس دن بعد اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو بھیجتا ہے جو اس کے اعضاء بناتا ہے، اس کی ہڈیاں اور گوشت بناتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ سے پوچھتا ہے کہ یہ مذکر ہے یا مؤنث تو اللہ تعالیٰ اپنی مشیتِ ایزدی کے تحت اس کے مذکر یا مؤنث ہونے کا فیصلہ فرماتے ہیں۔ اور وہی فیصلہ اٹل ہوتا ہے۔ ماں کے پیٹ میں دنیا میں آنے کے بعد بھی کسی کو یہ اختیار حاصل نہیں کہ وہ اس فیصلے کے خلاف اپنی جنس کی تبدیلی کا دعویٰ کرے۔ جب کہ ٹرانسجینڈر ایکٹ میں واضح طور پر یہ لکھا ہے کہ:

"A Transgender person shall have a right to be recognized as per his or her self perceived gender identity , as such in accordance with the provision of this Act."[9]

یعنی بغیر کسی طبی معائنہ کے اور بغیر کسی طبی ماہر کی رائے کہ محض ہر شخص کو یہ حق دے دیا گیا کہ وہ جنسی حوالے سے اپنی جو شناخت اپنانا چاہتا ہے، اپنا سکتا ہے اور حکومت کو اس امر کا پابند کر دیا گیا کہ وہ اس کی اختیار کر دیا جنسی شناخت کے حوالے سے اس کے حقوق کا تحفظ یقینی فرمائے۔ شرعی حوالے سے دیکھا جائے تو یہ معاملہ صرف جنس کے تبدیل ہونے کے غیر شرعی عمل تک محدود نہیں ہے بلکہ جنس کی تبدیلی کے بعد سماجی او ربنیادی انسانی حقوق یہاں تک وراثت تک کے حقوق اللہ کی طرف سے طے کردہ قواعد سے انحراف کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ یوں یہ ایکٹ غیر شرعی قرار پاتا ہے۔

---

[8] - ص ابوالحسین مسلم بن حجاج بن مسلم قشیری نیشاپوری، صحیح مسلم (4/2037)، رقم الحدیث: 2645) باب کیفیۃ خلق الادمی فی بطن أمہ، دار إحیاء التراث العربي، بیروت

[9]. TRANSGERNDER ACT 2018 INC THE GAZZATTE OF PAKISTAN EXTRA MAY 24 2018

ٹرانسجینڈر ایکٹ کے شریعت کے ساتھ متصادم ہونے کی ایک اور وجہ اس میں مرد کا عورت اور عورت کا مرد کی مشابہت اختیار کرنا ہے۔ جب کوئی فرد اس ایکٹ کا سہارا لیتے ہوئے رجسٹریشن اتھارٹیز میں اپنی جنسی شناخت تبدیل کروالیتا ہے تو لازمی امر ہے کہ وہ نئی جنسی شناخت کو زیادہ مستحکم کرنے کے لیے اس جنس جیسی وضع قطع اختیار کرے گا۔ اپنا طرزِ زیست نئی جنس کے مطابق بنائے گا۔ اپنے ملبوسات تک تبدیل کرلے گا۔ ایسی صورت میں وہ شرعی حوالے سے مجرم قرار پاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے اللہ کی خلقت کو ٹھکراتے ہوئے اپنی من پسند جنسی وضع اختیار کی۔ اس کے علاوہ مرد کا عورتوں سے اور عورتوں کا مردوں سے مشابہ انداز، ملبوسات اور وضع قطع اختیار کرنے والوں پر اللہ کے رسول ﷺ نے لعنت بھی فرمائی ہے۔ جب کہ اس ایکٹ میں اس امر کو قانونی تحفظ فراہم کیا جارہا ہے۔ مسند احمد کی حدیث ہے کہ:

"حدثني يزيد، أخبرنا هشام، عن يحيى، عن عكرمة، عن ابن عباس: " أن النبي صلى الله عليه وسلم لعن المخنثين من الرجال، والمترجلات من النساء"۔ [10]

اس حدیث میں مردوں کا عورتوں کی اور عورتوں کا مردوں کی مشابہت اختیار کرنے پر جو لعنت فرمائی گئی ہے اور جو وعید سنائی گئی ہے اس میں ایسے لوگ بھی شامل ہوتے ہیں جو اپنی مرضی سے دوسری جنس اختیار کرکے مرد، عورتوں یا عورتیں مردوں جیسا حلیہ اور وضع قطع بناتی ہیں۔ شرعی احکامات کی رو سے ایسی روش اور ایسے طرزِ عمل کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے تھی اور اس کے سدِباب کے اقدامات کرنے ضروری تھے لیکن ٹرانسجینڈر ایکٹ کے ذریعے ان کو اس قدر قانونی تحفظ فراہم کردیا گیا ہے کہ کوئی اس پر سوال بھی نہیں اٹھا سکتا۔ یہی چیز عذابِ الٰہی کا سبب بھی بن سکتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی کھلی نافرمانیوں میں بھی شمار ہوتی ہے۔

ٹرانسجینڈر ایکٹ کی اور شریعت مخالف جہت یہ بھی ہے کہ اس ایکٹ کے تحت جب جنس کی تبدیلی کو اپنے کوائف میں بغیر طبی معائنے کے تبدیل کرنے کا رواج پڑ جائے گا تو وہ افراد جنھوں نے جنس تبدیل کروائی ہو گی، وہ اپنے جسمانی اعضا میں بھی سرجری یا دیگر ذرائع سے تبدیلی لانے اور نئی اختیار کردہ جنس کے افراد جیسا بننے کی کوشش کریں گے۔ ایسا اس وجہ سے ہوتا ہے کہ جنس کی تبدیلی سے گزرنے والے اشخاص چوں کہ زیادہ تر ذہنی احساسات کے ماتحت ہوتے ہیں اس لیے وہ جسمانی اعضا میں تبدیلی لانے کے لیے بھی کمربستہ ہوتے ہیں۔ ایسے افراد اللہ تعالیٰ کی تخلیق کردہ صورت اور اعضاء میں تبدیلی کرتے ہیں جو کہ شریعت میں ممنوع ہے۔ اس کی ممانعت

[10] ۔ مسند أحمد ط الرسالة(4/28)،رقم الحديث:2123)مؤسسة الرسالة، بيروت

کا ثبوت ہمیں شریعت میں یوں ملتا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں عرب کے لوگ اپنے جانوروں کے مختلف اعضا مثلا ناک، کان وغیرہ کاٹا کرتے تھے۔ قرآنِ مجید میں اس عمل کی ممانعت فرمائی گئی۔ اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

"وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ وَمَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُبِينًا () يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا () أُولَئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُونَ عَنْهَا مَحِيصًا"۔[11]

اس آیت کریمہ پر غور کیا جائے تو اتنی بڑی وعید صرف اس وجہ سے سنائی گئی ہے کہ اس امر سے اللہ تعالیٰ کی تخلیقی صفت پر اعتراض اٹھتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی طور پر بھی قابل قبول نہیں ہے۔ یہاں ہم غور کریں تو صورت حال مزید واضح ہوتی ہے کہ جب جانوروں کے اعضا میں تبدیلی کرنے کی اس قدر ممانعت ہے، تو انسان جو اشرف المخلوقات ہے اور جس کے بارے میں اللہ رب العزت نے خود فرمایا ہے کہ:

"لقد خلق الانسان فی احسنِ تقویم"۔[12]

کہ ہم نے انسان کو بہت احسن صورت میں پیدا کیا ہے، تو اس انسان کی تخلیق میں نقص نکالنا اور اس کے اعضا میں تبدیلی کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ جب کہ ٹرانسجینڈر ایکٹ کے تحت نئی جنس اختیار کرنے والا فرد اپنے اعضا میں اگر کوئی تبدیلی پیدا کرنا چاہے تو یہ ایکٹ اسے قانونی تحفظ فراہم کرتا ہے۔ یوں شریعت اور یہ ایکٹ اس معاملے میں ایک دوسرے کے مد مقابل آجاتے ہیں۔ اور یہ بات پاکستان کے آئین میں بھی درج ہے کہ کوئی بھی ایکٹ یا قانون اسلامی شریعت کے خلاف نہیں بنایا جاسکتا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ایکٹ نہ صرف شرعی لحاظ سے درست نہ ہے بلکہ آئینِ پاکستان کے لحاظ سے بھی اس کی اس ملک میں گنجائش نہیں بنتی۔

اعضاء میں تبدیلی جسے یہ ایکٹ تحفظ فراہم کرتا ہے، کو نبی اکرم ﷺ نے بھی ممنوع قرار دیا ہے۔ جنسی اعضاء کو سرجری یا طبی علاج کے ذریعے تبدیل کروانا تو بہت بڑا اور پیچیدہ عمل ہے، نبی اکرم ﷺ نے تو ان چھوٹے چھوٹے اعمال سے بھی منع فرمایا ہے جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی کا باعث بنتے ہوں۔ اس ضمن میں ایک حدیث میں کئی ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی گئی ہے جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق کردہ جسمانی ساخت کو تبدیل کرنے کی طرف بڑھتی ہیں۔ صحیح بخاری کی حدیث ہے:

---

[11] ۔ القرآن الکریم، سورہ النساء:119-121

[12] ۔ القرآن الکریم، سورہ والتین، 5

"حدثني محمد بن مقاتل، أخبرنا عبد الله، أخبرنا سفيان، عن منصور، عن إبراهيم، عن علقمة، عن ابن مسعود رضي الله عنه قال: «لعن الله الواشمات والمستوشمات، والمتنمصات والمتفلجات للحسن، المغيرات خلق الله» ما لي لا ألعن من لعنه رسول الله صلى الله عليه وسلم، وهو في كتاب الله". [13]

اس حدیث مبارکہ میں ایسی عورتوں پر لعنت کی گئی ہے جو سوئی کے ذریعے اپنا جسم گودتی ہیں، کسی سے گدواتی ہیں، پیشانی کے بال اکھیڑتی ہیں یا حسن کے لیے اپنے دانتوں کے درمیان میں فاصلہ پیدا کرتی ہیں۔ ان تمام اعمال کی مرتکب ملعون قرار دی گئی ہیں۔ اس کی بڑی وجہ یہی ہے کہ ایسے اعمال اللہ تعالیٰ کی تخلیقی صفت میں نقص نکالنے اور اعضاء میں اپنی پسند کی تبدیلی کرنے کے مترادف ہیں۔ جب یہ اعمال جن سے ایسی تبدیلی ہوتی ہے، ان کی شریعت اجازت نہیں دیتی تو جنسی اعضاء کو تبدیل کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ اس حوالے اس ایکٹ میں اس امر کا قانونی تحفظ خلافِ شریعت قرار پاتا ہے۔

ٹرانسجینڈر ایکٹ میں "Any person" کے الفاظ کو ٹرانسجینڈر کی تعریف میں شامل کر کے اس کے مفہوم میں جو وسعت پیدا کی گئی ہے، وہ شریعت کے بہت سے احکامات سے بھی متصادم ہے۔ ان میں ایک اہم حکم وراثت کی تقسیم کے حوالے سے ہے۔ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے وراثت کی تقسیم کا واضح حکم فرمایا ہے کہ:
"لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ"۔[14]

یعنی مرد کو عورت کے دو حصوں کے برابر وراثت میں سے ملے گا۔ یہاں اب شرعی حوالے سے اہم مسئلہ جو اس ایکٹ کی وجہ سے سامنے آتا ہے وہ یہ ہے کہ شریعت نے عورت کا حصہ مرد سے آدھا رکھا ہے۔ اس ایکٹ کی رو سے اگر کوئی خود کو مرد قرار دے لیتی ہے اور رجسٹریشن اتھارٹی سے اپنے مرد ہونے کا تصدیق نامہ بھی حاصل کر لیتی ہے تو قانونی طور پر وہ مرد کے برابر حصہ لینے کی حق دار ہے۔ ملکی قوانین اور عدلیہ قوانین کا پاس کرتے ہوئے اس کو تحفظ فراہم کریں گے اور وراثت میں وہ اپنی بہنوں کی بجائے اپنے بھائیوں کے برابر حصہ کی حق دار قرار دی جائے گی، جب کہ قرآنِ مجید نے واضح طور پر اس کا حصہ مرد سے نصف رکھا ہے۔ ایسی صورت میں یہ قرآنی احکامات کی صریح خلاف ورزی ہو گی۔ اس تناظر میں دیکھنے سے بھی یہ ایکٹ قرآن وسنت کے منافی قرار پاتا ہے۔ اس لیے لازم ہے کہ اس میں ترمیم کی جائے اور اس میں ہر شخص کو جنس کی تبدیلی کے حوالے سے

---

[13]۔ صحیح البخاري(7/166، رقم الحديث:5943)دار طوق النجاۃ

[14] ۔ القرآن، سورہ نساء

مرضی کا اختیار دینے کی بجائے جنس کی تبدیلی کے عمل پر بالکل پابندی عائد کی جائے۔ صرف جنس کی شناخت کا عمل ہو اور اس کے لیے بھی طبی ماہرین کا بورڈ فیصلہ کرے۔

ٹرانسجینڈر ایکٹ کے تحت چوں کہ ہر فرد کو ٹرانسجینڈر شمار کر لیا گیا ہے کہ کوئی بھی شخص نادرا کے سامنے پیش ہو کر اپنی پسند کی جنس کا دعویٰ کر کے بغیر طبی معائنہ کے اپنے دعویٰ کو قانونی تحفظ بھی دلا سکتا ہے، اس لیے شریعت نے سماج کی جو حدود مقرر کی ہیں ان سے بھی یہ ایکٹ متصادم ہوتا ہے۔ اس کی ایک مثال ہم اس ایکٹ کی شق 14 کی ذیلی شق 1 سے لے سکتے ہیں۔ یہ شق ٹرانسجینڈر کو عوامی مقامات پر رسائی کا حق دیتی ہے۔ اس شق میں ٹرانسجینڈر کے حقوق کی بات کرتے ہوئے یہ قانون سازی کی گئی ہے کہ:

> "No transgender person shall be denied access to public places , places of entertainment or places intended for religious purpose solely on the basis of his sex , gender identity or gender expression."
>
> "ٹرانس جینڈر افراد کو عوامی مقامات، تفریحی مقامات اور مذہبی مقاصد کے لیے مختص کی گئی جگہوں پر رسائی کا حق حاصل ہو گا۔ جنسی / صنفی شناخت، جنسی / صنفی اظہار کی بنیاد پر ان کو داخلے سے نہیں روکا جائے گا۔"[15]

اس شق کی رُو سے ٹرانسجینڈر خواہ وہ کوئی بھی ہو، اس کی اختیار کردہ صنف کے مطابق عوامی مقامات تک رسائی کا مکمل حق حاصل ہو گا۔ یہاں اگر خواجہ سرا کی بات ہو تو وہ کسی حد تک قابل قبول بھی ہو سکتی تھی، لیکن اس ایکٹ میں چوں کہ ہر فرد کو تبدیلی جنس کا اختیار اس کے دعویٰ کی بنیاد پر دے دیا گیا ہے اس لیے اب اس شق کے مطابق ہر وہ شخص جو تبدیلی جنس کا تصدیق نامہ حاصل کر چکا ہو وہ بلا تفریق عوامی مقامات تک رسائی حاصل کرنے کا بھی اہل ہو جاتا ہے۔ اس کی ایک مثال یوں دیکھ سکتے ہیں کہ وہ عوامی پارک، سیر گاہیں، ٹائیلیٹس، مخصوص نشستیں، مذہبی عبادات کی جگہیں جو عورتوں کے لیے مخصوص ہیں اور وہاں مردوں کا داخلہ ممنوع ہے، ایک ٹرانسجینڈر جو حقیقی طور پر مرد ہے لیکن اس ایکٹ کی رو سے وہ خود کو عورت قرار دلوا چکا ہے،

وہ عورتوں کی ان تمام جگہوں پر جانے کا اہل قرار پاتا ہے۔ ایسی صورت میں نہ صرف مردوزن کے اختلاط کے بارے میں شرعی احکامات کی خلاف ورزی ہوتی ہے بلکہ عوامی مقامات تک ایسے مردوں کی رسائی سے سماجی مسائل بھی پیدا ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔ سماجی اور اخلاقی مسائل کی وجہ سے معاشرے میں جو بگاڑ پیدا ہو سکتا ہے، اس

[15] . Transgender Acto 2014, section 14

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

کاشاخسانہ بھی یہی ایکٹ ہی قرار پائے گا جس نے نہ صرف یہ راستہ کھولا بلکہ اسے قانونی تحفظ بھی دیا۔ بات صرف یہاں تک ہی محدود نہیں رہے گی بلکہ ایسے مرد جو اپنی جنس تبدیلی کے تصدیق نامہ سے خود کو عورت قرار دلوا چکے ہوں وہ زنانہ کالجوں اور دیگر تعلیمی اداروں میں بھی داخل ہونے کے مجاز قرار پاتے ہیں۔ اس ایکٹ کی رو سے انھیں وہاں داخلے سے نہیں روکا جائے گا۔ مزید آگے بڑھیں تو وہ پردہ دار گھرانے جن میں غیر محرم مردوں کا داخلہ ممنوع ہوتا ہے، ٹرانسجینڈر قرار دیے گئے یہ مرد ایسے گھرانوں میں بھی بلا روک ٹوک داخلے کے اہل قرار پائیں گے ۔ الغرض شریعت سے انحراف کی وجہ سے بے شمار سماجی مسائل بھی سامنے آئیں گے جو سماج کو بربادی کی طرف لے جائیں گے ۔ شرعی رو سے سماجی بگاڑ پیدا کرنے والے عناصر کی کسی صورت بھی حوصلہ افزائی جائز نہیں ہے ۔ دیکھا جائے تو اس ایکٹ کے ذریعے ایسی خلاف شریعت حرکات اور خلاف شریعت امور کو سماج میں رواج دینے او رعام بنانے کی راہ ہموار کی جا رہی ہے۔ ورنہ حقیقی ٹرانسجینڈر کے حقوق کے حوالے سے اس ایکٹ میں زیادہ تر فرضی امور ہی ہیں۔

ٹرانسجینڈر ایکٹ کی ان غیر شرعی شقوں کے بعد اگر تولیدی عمل، افزائشِ نسل اور ازدواجی تعلقات کے تناظر میں اس ایکٹ کا اسلامی تعلیمات کی رُو سے جائزہ لیا جائے تو یہاں بھی یہ ایکٹ شریعت سے متصادم دکھائی دیتا ہے۔ شریعت نے مرد وزن کے ازدواجی تعلقات کا جو بڑا مقصد بیان کیا ہے وہ ایک دوسرے کو سکون اور راحت فراہم کرنا ہے۔ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

> "ومن ایاته ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنو الیها وجعل بینکم موده ورحمة انَّ فی ذٰلِک لآیات ِلقوم یتفکرون"۔
>
> اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ تمہارے لیے تمہیں میں سے بیویاں پیدا کیں تاکہ ان سے سکون حاصل کرو تمہارے درمیان محبت اور مہربانی پیدا کر دی، جو لوگ غور کرتے ہیں، ان کے لیے اس میں نشانیاں ہیں۔"[16]

اب ہم اس آیت پر غور کریں اور ٹرانسجینڈر ایکٹ میں جنس کی تبدیلی کے بعد پیدا ہونے والی صورت حال کا جائزہ لیں تو واضح تضاد دکھائی دیتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم نے بیویاں اس لیے پیدا کیں کی تم سکون حاصل کرو، تم میں محبت اور مہربانی فروغ پائے ۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ٹرانسجینڈر ایکٹ کے ذریعے جو مرد خود کو عورت قرار دیتا ہے کیا وہ عورت بننے کے بعد بیوی کا رتبہ پا سکتا ہے؟ کیا کسی دوسرے مرد سے کیا جانے والا جنسی

[16] ۔ القرآن، سورہ روم

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

عمل ان کے لیے سکون کا باعث بن سکتا ہے۔ کیا ان دونوں میں محبت اور مہربانی پیدا ہو سکتی ہے ؟ ہر گز نہیں ،گویا ثابت ہوا کہ یہ عمل واضح طور پر شریعت کے احکامات کی خلاف ورزی ہے۔ اس کے ذریعے نہ تو تولید اور افزائش نسل کا عمل ہو سکتا ہے ،نہ خاندانی نظام قائم ہو سکتا ہے اور نہ ہی کوئی رشتے اور تعلق داری وجود میں آسکتی ہے ۔ گویا اللہ تعالیٰ کی طے کردہ حدود و قیود سے انحراف نہ صرف ایک فرد بلکہ پورے سماج کے لیے مضر اثرات پیدا کرتا ہے۔ اگر اس ایکٹ کو محض خواجہ سرا کی فلاح وبہبود تک محدود سمجھا جاتا یا کم ازکم طبی معائنے کو لازم قرار دیتے ہوئے اس امر کا خیال کیا جاتا ہے کہ جنس کی تبدیلی کسی کی پسند ناپسند کی بجائے قدرت کی طرف سے اس کے جسم میں ہونے والی تبدیلیوں کی وجہ سے ہو رہی ہو تو پھر تو یہ اس طبقے کے بنیادی حقوق کا امین قرار دیا جاسکتا تھا۔ لیکن اس میں ہر شخص کو محض بیانِ حلفی پر جنس کی تبدیلی کی اجازت دینا اور اس کو پھر قانونی تحفظ بھی فراہم کرنا ،نہ صرف شریعت سے متصادم اور انحراف کے مترادف ہے بلکہ اس سے سماجی نظام بھی تہ وبالا ہو جاتا ہے۔ مغرب جس کی پیروی میں ایسے قوانین کا نفاذ کیا جاتا ہے،وہاں کے سماجی نظام کو دیکھا جائے تو اس میں خاندانی رشتہ داریوں کا تصور نہ ہونے کے برابر ہے۔ جب کہ اسلام نے نہ صرف رشتہ داری کا تصور قائم کیا ہے بلکہ رشتہ داروں کے حقوق وفرائض بھی اسلامی تعلیمات کا حصہ ہیں۔ ٹرانسجینڈر ایکٹ اپنی اس موجودہ شکل میں اس رشتہ داری تصور سے انحراف کو سامنے لاتا ہے ،جسے کسی طور پر بھی ایک اسلامی سماج میں قابلِ قبول قرار نہیں دیا جاسکتا۔

ٹرانسجینڈر ایکٹ کا قرآن وسنت کی روشنی میں جائزہ لینے سے ایک اور اہم بات یہ سامنے آتی ہے کہ یہ ایکٹ دیگر بہت سے اسلامی قوانین سے متصادم ہے اور اس کے اثرات سے ان اسلامی قوانین کے نفاذ اور ان کے تعین کے حوالے سے بھی مسائل سامنے آتے ہیں۔ نکاح، طلاح، خلع، رضاعت ،وراثت اور امامت جیسے اہم امور کے بارے میں اسلام کے واضح احکامات موجود ہیں۔ ان میں سے جو احکامات مردوں کے لیے ہیں وہ مردوں پر لازم ہیں اور جو عورتوں کے لیے وہ عورتوں کے لیے لازم ہیں۔ ٹرانسجینڈر ایکٹ کے ذریعے اگر کوئی مرد یا عورت اپنی جنسی شناخت کو تبدیل کر کے دوسری جنس میں چلا جاتا ہے تو کیا اسلامی طور پر اس پر اس دوسری جنس کے اسلامی احکامات لاگو ہو سکیں گے ،کیا عورت سے مرد ہونے والا ٹرانسجینڈر مسجد میں امامت کروا سکے گا؟ یہ اور ایسے بہت سے دیگر اہم مسائل ہیں جو شرعی حوالے سے اس ایکٹ کے خلاف جاتے ہیں۔

حاصل کلام:

مجموعی طور پر دیکھا جائے تو ٹرانس جینڈر ایکٹ 2018ء قرآن و سنت کے منافی قرار پاتا ہے۔ اس ایکٹ سے ایک طرف سماج میں ہم جنس پرستی اور بے حیائی، رشتوں کی ناقدری، خاندانی نظام سے بغاوت، سماجی اقدار کی پامالی، اخلاقی زوال اور بے راہ روی کا راستہ ہموار ہوتا ہے تو دوسری طرف شریعت کے وہ مقررہ قوانین جو وراثت اور ازدواج وغیرہ کے متعلق ہیں وہ بھی متاثر ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ ایکٹ آئینِ پاکستان کے بھی منافی قرار پاتا ہے کہ آئین پاکستان میں یہ واضح ہے کہ اس ملک میں کوئی قانون قرآن و سنت کے منافی نہیں بنایا جاسکتا۔ اس ایکٹ کے بارے میں علمائے کرام، سماجی حلقوں اور صوبائی اسمبلیوں کے ساتھ ساتھ اسلامی نظریاتی کونسل جیسے مؤقر آئینی ادارے کی سفارشات بھی یہ ثابت کرتی ہیں کہ یہ قرآن و سنت کے منافی قانون ہے۔ اس لیے اس کا لاگو ہونا نہ صرف غیر شرعی عمل ہوگا بلکہ آئینِ پاکستان سے بھی انحراف کے مترادف ہوگا۔